معاصر اسلامی بینکاری کی شرعی بنیادیں
تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Contemporary And Lawful Basics Of Islamic Banking In The Light Of Teaching Of Prohet (SAW)- An Analytical Study

عمارہ خان[1]　　　پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت[2]

Abstract:

Islam is a universal religion and relevant for all ages. Islam has its own social, political and economic principles based on the Qur'an and Sunnah; which are designed for the betterment of mankind. This paper is related to the basic concepts of Islamic Banking with a focus on the Practical issues of Interest (Riba). In Islam, Interest is strictly prohibited contrary to western ways of banking. Hence, since the last couple of years as banking has gained popularity in Pakistan, many people have raised questions on whether the banking system in Pakistan is interest free or not. This is one of the issues addressed in the paper. Moreover, many western and eastern economists have debated that banking cannot be done without interest. Islam on the contrary proves that interest free banking can be established and also devises a definite method to do so. Shedding light on this issue, this research article also keenly discusses Islamic Banking and its roots according to Sharia and also evaluates the Revolution, significance, Criticism, and Objectives of Islamic Banking.

[1] ۔ پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

[2] ۔ چیئرپرسن شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ ٹیکنالوجی، لاہور

بینکنگ لغوی واصطلاحی معنی

بینک ایک ایسے تجارتی ادارے کا نام ہے جو لوگوں کی رقمیں اپنے پاس جمع کرکے تاجروں صنعت کار اور دیگر ضرورت مند افراد کو قرض فراہم کرتا ہے۔ آج کل روایتی بینک قرضوں پر سود وصول کرتے ہیں اور اپنے امانت دار کو کم شرح پر سود پر سود دیتے ہیں اور سود کا یہ درمیانی فرق بینکوں کا نفع ہوتا ہے۔[۱]

The Word 'Bank' is said to have been derived from the Italian word 'banco' the New York state banking law defines a bank as.

> "Any domestic moneyed corporation other than a trust company, authorized to discount and negotiate promissory notes, drafts, bills of exchange and other evidences of debt. [2]

بینک

معاشیات کے میدان میں بینکاری ایک اہم ذیلی شعبہ ہے لفظ بینک اطالوی زبان کے لفظ "Banco" سے مشتق ہے جس کا مطلب شیلف یا بنچ ہے جس پر قدیم منی چینجرز اپنے سکے سجاتے تھے۔[۳]

Banking is an industry that Handles, Cash, Credit and other financial transactions. Bank provides a safe place to store extra cash and credit. [4]

اسلامی بینکاری تعارف، ضرورت واہمیت

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کیلئے جو دین نازل فرمایا وہ اسلام ہے جو مکمل نظام زندگی اور ضابطہء حیات ہے، قرآن پاک میں تمام احکامات جن پر عمل کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ان میں عقائد، اخلاق، اعمال، معاملات، عبادات کے متعلق احکامات موجود ہیں۔لہذا اگر ہم معاملات کو دیکھیں تو ان میں پہلی قسم اقتصادیات کی ہے۔جو شریعت اسلامیہ کا لازمی حصہ ہیں۔گذشتہ چند عشروں سے مسلمان اپنی زندگیوں میں اسلامی اصولوں کی بنیاد پر تعمیر نو کی کوشش کر رہے ہیں معاشی شعبے میں مالیاتی اداروں کو اسلامی شریعت کے مطابق بنانے کیلئے ان میں اصلاح کرنا ان مسلمانوں کیلئے، سب سے بڑا چیلنج ہے لہذا اس کیلئے ضروری تھا کہ ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جائے جو کہ غیر سودی بنیادوں پر قائم ہو اور اس نظام سے پوری طرح ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے سود کا خاتمہ انہیں تجارتی سے زیادہ خیراتی ادارے بنادے گا جس کا مقصد بغیر کسی منافع کے خدمات مہیا کرنا ہوگا۔

1970 کی دہائی میں روایتی سودی نظام کے متبادل نظام کیلئے سود سے پاک بینکاری یا "غیر سودی بینکاری" کی اصطلاح استعمال کی گئی تھی لیکن اس کیلئے اسلامی بینکاری زیادہ مناسب اور عمومی اصطلاح ہے جس میں نہ صرف سودی لین دین سے اجتناب ضروری ہے بلکہ غرر اور دیگر غیر اخلاقی طور طریقوں سے گریز بھی اہم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ بینکنگ کا نظام ہمارے معاشرے کا ایک لازمی حصہ ہے اور موجودہ حالات میں کسی بھی ملک کی معشیت میں ریڑھ کی ہڈی لیکن دوسری طرف اس میں رائج کی حیثیت رکھتا ہے۔

معاملات میں سے اکثر ناجائزہ اور حرام ہیں۔ کسب واکتساب کے اصول، خرچ کرنے کے اصول و قواعد اور طریقے تمام چیزوں میں انسان ہدایت ربانی کا پابند ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس بارے میں جامع رہنمائی فرمائی ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ (۵)

مالی امور و معاملات میں معاشرتی احکام، جن کا تعلق باہمی لین دین اور افرادِ معاشرہ کے درمیان آپس میں دولت کی گردش کے اصول و قواعد کے ساتھ ہے ان کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ؒ (۶)

اسی طرح ربا یعنی سود کو بھی اسلامی معاشیات میں ممنوع قرار دیا گیا کیونکہ اس سے معیشت میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (۷)

اسی طرح سود سے متعلق تمام دیگر معاملات جیسے سودی دستاویزات کو خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں اور قرض کے لین دین میں تبادلہ مساوی مقدار کا ہونا چاہیے۔ دو ایک جیسی اشیاء کے تبادلے کی صورت میں دونوں میں سے کسی بھی شے کی اضافی ادائیگی ممنوع ہے۔ چاہے یہ فروخت کا سودا ہو قرض نہ ہو اس اضافے کو بھی ربو کیا گیا اور اسی طرح غرر اور چانس کے کھیل بھی ممنوع ہیں کیونکہ یہ چیزیں بھی استحصال کا باعث بنتی ہیں۔

سود کے متعلق قران مجید کی متعدد آیات میں وضاحت کی گئی ہے۔

وَ مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِىْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ (۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ (۹)

سود کی حرمت پر احادیث مبارکہ میں بھی بیان کیا گیا ہے:

وعن جابر قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكلة وكاتبه و شاهد يه وقال هم سوآء۔ (۱۰)

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ الربا سبعون حوبا ايسرها ان ينكح الرجل امه۔ (۱۱)

ان تمام آیات اور احادیث نبویہؐ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ معاصر اسلامی بینکاری کو سود سے پاک کرنے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے بینکنگ کے نظام کو شریعت اسلامیہ کی بنیادوں پر استوار کرنا ہوگا۔ تاکہ ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں بلاسود بینکاری سسٹم کو رائج کر سکے۔

اسلامی بینکوں کے قیام کی مختصر تاریخ

۱۔ غیر سُودی بینکاری کا پہلا تجربہ سوشل سیکورٹی بینک آف مصر کی شکل میں ہوا۔ پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس جو رباط میں منعقد کی گئی کے فیصلے کے تحت جدہ میں اسلامی سیکرٹریٹ قائم کیا گیا جس کا مقصد بلاسُود بینکاری کے امکانات و مسائل پر غور کرنا تھا۔ جس کے نتیجے میں مصری ماہرین نے قاہرہ میں ۱۹۷۲ء میں غیر سُودی بنیادوں پر سوشل سیکورٹی بینک قائم کر دیا۔ (۱۲)

۲۔ شاہ فیصل مرحوم کی خصوصی توجہ کی بدولت ۱۹۷۵ء میں جدہ میں دوسرا غیر سُودی بینک "اسلامی ترقیاتی بینک" کے نام سے کھولا گیا۔ اسلامی ترقیاتی بینک کے قیام کی قرارداد صادر ہونے کے بعد فرانس کے بعض اخبارات اور رسائل نے یہاں تک لکھا کہ "اگر اسلامی بینک اپنی صحیح شکل میں قائم ہو گیا تو یہ مغرب کے لئے ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا"۔ (۱۳)

۳۔ ۱۹۷۵ء میں دبئی کے ایک مشہور تاجر جناب احمد سعید لوتاہ نے اسلامی بینک آف دبئی کا اعلان کیا۔

۴۔ اس کے بعد شاہ فیصل مرحوم کے بیٹے امیر محمد الفیصل نے ۱۹۷۷ء میں اپنے چند رفقاء سے مل کر "فیصل اسلامی بینک" قاہرہ میں اور ایک مصر میں اور ایک سوڈان میں قائم کیا۔ اور یہ بینک اب بھی بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

۵۔ کویت کے مسلمان تاجروں نے بھی اس میدان میں قدم رکھا اور ۱۹۷۷ء میں اسلامی بینک کی "بیت التمویل الکویتی" کے نام سے بنیاد ڈالی۔

۶۔ ۱۹۷۸ء میں اسلامی بینک آف عمان کا قیام عمل میں آیا جس کی سرپرستی علماء اسلام کی ایک قابل قدر ٹیم کر رہی تھی۔

۷۔ ۱۹۷۹ء میں اسلامی بینک آف بحرین کا وجود عمل میں آیا۔ اس بینک کے قیام میں بحرین کے جمعیت اصلاح کے صدر جناب عبدالرحمن الجودر کی کوششیں لائق تحسین ہیں۔

۸۔ اسی طرح جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں بھی "اسلامی بینک آف جنیوا" قائم کیا گیا۔

۹۔ ۱۹۸۱ء میں اسلامی بینکوں کی تحریک نے ۲۵ تا ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کو قبرس کے مشرقی ساحل پر واقع شہر فاما گوستا میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ قبرس میں ایک ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام ہو "انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک بینکنگ اینڈ اکنامکس" ہونا چاہیے یہ اجتماع اس لحاظ سے نہایت کامیاب رہا ہے کہ اس میں مسلم ممالک کے کئی قابل ذکر ادارے شریک ہوئے ہیں۔[۱۴]

اسلامی بینکنگ پر کئے گئے اعتراضات اور اُن کے جوابات

اعتراض:

* اسٹیٹ بینک کے زیر اثر ہونا:

یہ اعتراض بہت شد و مد سے کیا جاتا ہے کہ اسلامی بینکوں کی سرپرستی بھی اسٹیٹ بینک کرتا ہے اور اسٹیٹ بینک مکمل سُودی بینک ہے پھر اُسکی سرپرستی میں چلنے والے بینک سُود سے پاک کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب: سرپرستی میں چلنا اور بات ہے اور اسٹیٹ بینک کے تمام سُودی قواعد وضوابط کا پابند ہونا دوسری بات ہے، اسٹیٹ بینک میں باقاعدہ طور پر اسلامی بینک کا بالکل الگ شعبہ ہے جس کا سُودی ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ شعبہ ۵ ستمبر ۲۰۰۳ء سے معرض وجود میں آیا، اسٹیٹ بینک اُسے سُودی بینکوں سے الگ لائسنس جاری کرتا ہے اور اس مقصد کے لئے باقاعدہ طور پر اسٹیٹ بینک میں ایک شعبہ قائم ہے جو صرف اور صرف اسلامی بینکوں کے معاملات سے متعلق ہے اور اُس کا ایک شریعہ بورڈ ہے جس کے تحت ملک میں چلنے والے تمام اسلامی بینکوں کو اس بات کا پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں اُن شرعی ضابطوں کی پابندی کریں۔[۱۵]

اعتراض:

اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ تمویل (فنانسنگ) ہے نہ کہ حقیقی اجارہ:

یہ اعتراض غالباً 1981ء کی اسکیموں کے تحت ہے کیونکہ اب ایسا نہیں ہوتا اب اجارہ حقیقتاً اجارہ ہی ہوتا ہے اور اُسی میں اسلامی شرائط کا خیال رکھا جاتا ہے۔

کرایہ داری کا معاملہ اجارہ کے احکامات کے تحت انجام پاتا ہے جس کے مطابق اسلامی بینک "مؤجر" اور صارف "مستأجر" ہوتا ہے۔ اجارہ کے معاہدے اور طریقہ عمل (Process Flow) شریعہ سپروائزری بورڈ سے منظور شدہ ہیں، اجارہ کے تحت اسلامی بینک مطلوبہ مشین یا گاڑی خود یا کسی ایجنٹ / وکیل کے ذریعہ خرید کر صارف (Customer) کو کرایہ پر دیتا ہے۔

اثاثہ کی اصل ملکیت اسلامی بینک (مؤجر) کے پاس ہوتی ہے لیکن صارف (مستأجر) اس اثاثے (گاڑی یا مشین) کو استعمال کرتا ہے اور اس کا کرایہ اسلامی بینک کو ادا کرتا ہے۔ بینک کرایہ اس وقت سے لینا شروع کرتا ہے جب اجارہ پر دیا ہوا اثاثہ قابل استعمال حالت میں صارف (Customer) کے سپرد کر دیا جائے۔ اجارہ میں چونکہ اثاثے کا مالک بینک اسلامی ہوتا ہے اسلئے ملکیت سے متعلق تمام اُمور کی ذمہ داری بھی اسلامی بینک ہی اٹھاتا ہے، اجارہ کی مدّت ختم ہونے کے بعد اسلامی بینک (مؤجر) وہ اثاثہ صارف (مستاجر) کو یا اس کے علاوہ کسی بھی شخص کو فروخت کر سکتا ہے۔ (۱۶)

اعتراض:

نفع کی تعیین کے لئے شرح سُود کو معیار بنایا گیا ہے جو کہ حرام ہے:

اس میں آپ ایک خاص مشابہت کے تحت کراہت تو کر سکتے ہیں لیکن حرمت کا فتویٰ صادر نہیں کر سکتے، اس کو آپ یوں سمجھئے کہ اگر کسی جگہ دو بھائی رہتے ہوں اور ایک بھائی مسلم ہو اور دوسرا غیر مسلم اور دونوں کے الگ الگ کاروبار ہوں غیر مسلم خنزیر پالتا اور بیچتا ہے جبکہ مسلم بکریاں پالتا اور بیچتا ہے، غیر مسلم نے اپنے ریوڑ میں موجود ہر خنزیر کی قیمت 100$ (ایک سوڈالر) مقرر کر رکھی ہے۔

اسکی دیکھا دیکھی مسلمان بھائی نے بھی یہ چاہا کہ میں بھی اپنے حلال کاروبار میں اتنا نفع حاصل کروں جتنا وہ حرام کاروبار سے کمارہا ہے۔ اس فکر کے نتیجے میں وہ بھی اپنے ریوڑ میں موجود ہر بکرے کی قیمت 100$ (ایک سوڈالر

مقرر کر دیتا ہے تو کیا مسلم بھائی کی جائز آمدنی بھی اس وجہ سے حرام ہو جائے گی کہ اُس نے اپنے بکرے کی قیمت خنزیر کی قیمت کے برابر رکھی ہے۔ کیا یہ مطابقت اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے؟ ہر گز نہیں!!

اگر کسی مرابحہ میں وہ تمام شرائط جو اسلامی اُصولوں پر مبنی ہیں پائی جائیں اور اُن ضروری شرائط کو پورا بھی کر لیا جائے، تو محض نفع کے تعین کے لئے شرح سُود کو بطور حوالہ استعمال کرنے سے یہ عقد غیر صحیح اور حرام نہیں ہو گا اس لئے کہ معاملہ خود سُود پر مشتمل نہیں ہے، شرح سُود کو تو صرف حوالے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اس لیے یہ معاہدہ ناجائز نہیں ہو گا، البتہ اس میں پائے جانے والے تشابہ کو ناپسندیدہ کہا جا سکتا ہے۔ [۱۷]

اعتراض:

اسلامی بینکوں کا طریقہ بھی سُودی بینکوں جیسا ہے یعنی ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے:

جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ اس طرح کے اعتراضات کی زیادہ تر بنیاد لاعلمی پر مبنی ہے یا پھر 1981ء کی بینکاری کو بنیاد بنا کر اعتراضات کیے گئے ہیں۔

۱۹۸۱ء کی اسکیم کا پہلا فرق بنیادی مارک اَپ کے طریقہ کار میں فقہی شرائط کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا، شریعتِ اسلامیہ میں خرید و فروخت کے جو اُصول و ضوابط اور شرائط مقرر کی گئی ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ بائع (بیچنے والا) جو چیز فروخت کر رہا ہے وہ اس کے قبضے میں آچکی ہو، جو چیز کسی انسان کے قبضے میں نہ آئی ہو اور جس کا کوئی خطرہ (Risk) بائع نے قبول نہ کیا ہو اسے آگے فروخت کر کے اس پر نفع حاصل کرنا جائز نہیں، اس اسکیم میں اس شرط کا نہ لحاظ رکھا گیا تھا اور نہ ہی فروخت شدہ چیز کے بینک کے قبضے میں آنے کا کوئی ذکر تھا، بلکہ یہ صراحت کی گئی تھی کہ بینک اس اسکیم میں کوئی چیز مثلاً چاول اپنے گاہک کو فراہم نہ کرے گا بلکہ اس کو چاول کی بازاری قیمت دے گا جس کے ذریعے وہ کلائنٹ بازار سے چاول خرید لے گا، اس اسکیم کے الفاظ یہ تھے۔

"جن اشیاء کے حصول کے لئے بینک کی طرف سے رقم فراہم کی گئی ہے ان کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بینک نے اپنی فراہم کردہ رقم کے معاوضے میں بازار سے خرید لی ہیں اور پھر انہیں نوّے دن کے بعد واجب الاداء زائد قیمت پر ان اداروں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہے۔ [۱۸]"

اس میں اس بات کا کوئی تذکرہ نہ تھا کہ وہ اشیاء جو کلائنٹ بینک سے خریدے گا وہ بینک کی ملکیت اور بینک کے قبضے میں کب اور کس طرح آئیں گی؟ صرف رقم دے کر اس پر نفع لیا جاتا تھا، اس میں نہ کسی قسم کی وکالت کا معاہدہ ہوا، نہ بینک کا قبضہ و ضمان تھا اور نہ ہی حقیقی خرید و فروخت تھی محض اسلامی نام تھا جو سریحاً غلط تھا۔

اس کے برعکس موجودہ اسلامی بینکاری میں ان شرائط کالحاظ رکھا گیاہے، اس میں وکالت کا معاہدہ (Agency Agreement)ہوتا ہے جس پر کلائنٹ اور بینک دونوں کے دستخط ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں کلائنٹ مطلوبہ سامان کی خریداری کے لئے بینک کا وکیل بن جاتا ہے اور یہ کہ اس وکالت کے معاہدے پر کلائنٹ کے دستخط خریداری سے پہلے ضروری ہوتے ہیں، اگر اس پر دستخط خریداری کے بعد ہوں تو یہ خریداری کلائنٹ کی اپنی ذاتی خریداری سمجھی جاتی ہے، اسلامی بینک اس پر مرابحہ نہیں کر سکتا، پھر جب کلائنٹ مطلوبہ سامان کی خریداری کے لئے ایجاب(Offer to Purchase) کرتا ہے، جب بینک اس آفر کو قبول(Accept) کرلیتا ہے تو مرابحہ کا عقد مکمل ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔[۱۹]

اعتراض

سُودی بینکوں کی طرح اسلامی بینک بھی نان رسک ہیں:

دیگر اعتراضات کی طرح یہ اعتراض بھی لاعلمی پر مبنی ہے، بینک چاہے مرابحہ ڈیل کر رہا ہو یا اجارہ جب تک وہ چیز بینک کے قبضے اور ملکیت میں رہتی ہے تب تک اُس کا مکمل رِسک (ضمان) اسلامی بینک کے ذمہ ہوتا ہے حتی کہ اگر بینک کسی کو اپنے لئے خرایدری کا وکیل بھی بنادیتا ہے تب بھی اگر اُس کی کسی ذاتی غفلت کے بغیر مال تلف ہو تو اُس کا ذمہ دار بھی اسلامی بینک ہوتا ہے پھر اسے نان رِسک کیونکر کہا جا سکتا ہے۔[۲۰]

اعتراض

نفع کی تقسیم کا جو تناسب فارم میں درج ہوتا ہے۔ بینک بعد میں اُس میں تبدیلی کا مجاز ہوتا ہے:

یہ اعتراض واقع کے خلاف ہے، نفع کی تقسیم کا جو تناسب فارم میں درج ہوتا ہے ڈیپازیٹر اور اسلامی بینک اُس کے پابند ہوتے ہیں، تمام شرائط واضح طور پر درج ہوتی ہیں فریقین باہمی رضامندی سے اُس ایگریمنٹ کو سائن کرتے ہیں حتی کہ اُس میں یہ بھی وضاحت ہوتی ہے کہ کونسا عقد کیا جا رہا ہے۔ اجارہ، مضاربت، شراکت یا مرابحہ وغیرہ اگر معاہدے میں یہ چیزیں واضح نہ ہوں اور منافع کا تناسب بھی بینک کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تو اس سے عقد میں جہالت واقع ہو گی جو حرام ہے۔ بلکہ نفع کی تقسیم کے تناسب کی تعیین کی صراحت خود بینک اسلامی نے اپنے بروشرز میں بھی کر دی ہے۔ جیسے بینک "اسلامی میں ڈیپازٹ اکاؤنٹس کسی طرح کام کرتے ہیں" کے عنوان سے اسلامی بینک نے شائع کیا ہے۔[۲۱]

اعتراض

بینک کلائنٹ کو ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو اُسکے قبضے میں نہیں ہوتی:

اسلامی بینکوں نے اپنے ابتدائی اَدوار میں اس طرح کی غلطیاں ضرور کی ہیں اور شاید متعدد علماء کرام جو اسلامی بینکوں کے خلاف ہوئے ہیں اُسکی وجہ بھی یہی ہے۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ ہے کہ Fist impression: "is the last impression" پہلا تاثر ہی آخری تاثر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ مخالفت تاحال جاری ہے جبکہ اسلامی بینکوں نے کافی حد تک اپنی غلطیوں سے رُجوع کر لیا ہے، اب مفتیانِ کرام کو بھی اپنے فتوے سے رُجوع کر لینا چاہیے۔

اعتراض

اسلامی بینک بھی اپنی رقم کا کچھ حصہ اسٹیٹ بینک میں سُود پر رکھواتے ہیں:

اپنی رقم کا کچھ حصہ اسٹیٹ بینک میں رکھوانا پڑتا ہے یہاں تک تو بات درست ہے لیکن سُود پر رکھوائے جاتے ہیں، یہ بات سو فیصد غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک میں ہر بینک کو اپنے "ڈپازٹس کا کچھ حصہ رکھوانے کی پابندی تو ہے، لیکن غیر سُودی بینک اُس پر کوئی ایک پیسہ بھی وصول نہیں کرتے، بلکہ اس طرح رکھواتے ہیں جیسے عام مسلمان اپنی رقمیں "کرنٹ اکاؤنٹ" میں رکھواتے ہیں اور یہ زرِ ضمانت رکھوانا اسٹیٹ بینک کے رولز کا حصہ ہے جس سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ بطور زرِ ضمانت کے ہوتا ہے۔ [۲۲]

اسلامی بینکاری کے بنیادی ستون

۱۔ مضاربہ (Mudarbah)

۲۔ مشارکہ ("Musharkah"Partnership)

۳۔ مرابحہ (Murabaha)

۴۔ سلم (Salam)

۵۔ استصناع (Manufacturing)

۶۔ اجارہ (Leasing)

مضاربہ

"مضاربہ شراکت کی ایک شکل ہے جس میں ایک شریک دوسرے کو کاروبار میں لگانے کیلئے سرمایہ فراہم کرتا ہے سرمایہ کاری پہلے شخص کی طرف سے کی جاتی ہے اور اُسے "رب المال" کہا جاتا ہے اور کاروبار کا انتظام و انصرام اور عمل کی ذمہ داری دوسرے فریق کے ساتھ خاص ہے جسے "مضارب" کہا جاتا ہے۔[۲۳]

فقہ میں مضاربہ کی اصطلاح قراض اور مقارضہ کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ مضاربہ کے جواز کے بارے میں علامہ المرغینانیؒ "الھدایہ" میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں میں قراض کے جواز کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قبل اسلام دور میں یہ ایک باقاعدہ تجارتی طریقہ تھا اور اسلام نے اس کی توثیق کی اور سب اُس کی نوعیت پر متفق ہیں جس کے مطابق ایک شخص دوسرے کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ سرمایہ استعمال کرنے والا حالات کے مطابق نفع میں سے ایک خاص حصہ جیسے ایک چوتھائی ،ایک تہائی یا نصف وصول کرتا ہے۔[۲۴]

مضاربہ کا شرعی مفہوم

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"القراض والمضاربۃ ان یدفع الیہ مالا لیتجر فیہ والربح مشترک"

قراض اور مضاربہ کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مال دے تاکہ وہ تجارت کرے اور نفع دونوں میں مشترک ہو۔[۲۵]

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللهِ۔[۲۶]

مضاربہ میں نفع کی تقسیم کا شرعی تناسب؟

اگرچہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوی ﷺ میں صاحب سرمایہ اور محنت کرنے والے میں نفع برابر تقسیم ہوتا تھا، مزارعت بھی مضاربت ہی کی طرح ہے، فرق صرف یہ ہے کہ مزارعت میں سرمایہ کی جگہ زمین ہوتی ہے، خواہ وہ کھیت کی صورت میں ہو یا باغ کی صورت میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین و انصار میں مؤاخات کا سلسلہ قائم تو مہاجرین کے معاش کا مسئلہ یوں حل فرمایا کہ باغات انصار کے ہیں اور محنت مہاجرین کریں گے اور پیداوار میں برابر کے شریک ہوں گے۔[۲۷]

(عن ابی جعفر قال مابالمدینۃ أهل بیت هجرة الا یزرعون علی الثلث والر بع وزارع علی وسعد بن مالک وعبد الله بن مسعود وعمر بن عبدالعزیز والقاسم وعروة وال ابی بکر وال عمر وال علی وابن سیرین) (۲۸)

حضرت ابو جعفر سے مروی ہے کہ مدینہ میں کسی مہاجر کا گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی نہ کرتا ہو، علی وسعد بن مالک، عبد اللہ بن مسعودؓ، عمر بن عبد العزیز، القاسم، عروہؒ اور ابو بکر، عمر اور علیؓ کے خاندان والے اور ابن سیرینؒ (یہ سب اسی طرح) کیا کرتے تھے۔

اسی طرح امام مالکؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

(والقراض جائز علی ما تراضی علیہ رب المال والعامل من نصف الربح او ثلثہ او ربعہ او اقل من ذلک او اکثر) (۲۹)

بٹائی کا وہ نفع جائز ہے جس میں (فریقین) رب المال اور عامل راضی ہو جائیں (چاہے وہ پیداوار کا) نصف ہو، تہائی ہو، چوتھائی ہو، یا اس سے کم یا زیادہ ہو۔

نیز آپ ﷺ نے جب خیبر کے یہودیوں سے مزارعت کا معاملہ طے کیا تو بھی یہی فیصلہ کیا کہ یہود کو محنت کے عوض نصف پیداوار ملے گی۔ (۳۰)

مضاربت کی دو شکلیں

۱۔ مضاربہ مطلق

۲۔ مضاربہ مقید

مضاربت منعقد ہونے کے لئے ایجاب وقبول ضروری ہے۔

مضاربت کی مختصر تاریخ

قبل از اسلام عرب معاشرے میں یہ کاروبار رائج تھا، قریش کے اکثر لوگ تاجر پیشہ تھے جس کا اشارہ قرآن مجید نے (رحلۃ الشتاء والصیف) سے کیا ہے۔

ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سرمایہ تو رکھتے تھے لیکن ضعیفی، بیماری یا دیگر کثیر المشاغل ہونے کے سبب خود تجارتی سفر نہیں کر سکتے تھے وہ لوگ اپنا سرمایہ کسی قابل اعتماد شخص کو مضاربت کی بنیاد پر دیتے تھے، جو منافع میں ایک مقرر حصے پر تجارت کرتے تھے۔

(عن ابن عباس رضی الله عنهما انہ قال: (كان سيدنا العباس بن عبدالمطلب اذا دفع المال مضاربة ،اشترط على صاحبہ ان لا يسلک بہ بحرًا ولا ينزل بہ واديا، ولا يشترى بہ دابة ذات كبد رطبة ، فان فعل ذلک ضمن فبلغ شرطہ رسول الله ﷺ فاجاز شرطہ)[۳۱]

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عباسؓ بن عبد المطلب جب اپنا مال مضاربت پر دیتے تو شرط رکھتے کہ نہ بحری سفر کرنا، نہ میرے مال کو کسی (سیر ان) وادی میں لیجانا کسی بھی تر جگر والے (ذی روح) جانوروں کی بیع نہ کرنا، اگر تم نے ایسا کیا تو میرے (نقصان) کے ذمہ دار تم ہوگے اس شرکا کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہو تو آپ ﷺ نے شرط کی اجازت مرحمت فرمادی۔

مشارکہ

مشارکہ اسل میں عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی شریک ہونا (حصہ دار بننا) ہے کاروبار اور تجارت کے سیاق وسباق میں اس سے مراد ایک ایسا مشترکہ کاروبار ہوتا ہے جس میں سب حصہ دار مشترکہ کاروباری مہم کے نفع یا نقصان میں شریک ہوتے ہیں یہ اسلامی معیشت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

سودی نظام میں فائنانشر کی طرف سے دیئے جانے والے قرضہ پر زائد واپس کی جانے والی مقدار پہلے سے طے کرلی جاتی ہے۔ جب کہ مشارکہ میں واپس کی جانے والی رقم کی شرح پہلے سے طے نہیں کی جاتی۔[۳۲]

اصطلاحی مفہوم

اس سے مراد ایک ایسا مشترکہ کاروبار ہوتا ہے جس میں تمام حصہ دار مشترکہ کاروباری مہم کے نفع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ۱۹۸۴ء میں "بلا سود بینکاری" کے جو طریقے وضع کئے ان میں "مشارکہ (Musharkah)" بھی شامل ہے اور "مشارکہ معاہدات" کے لئے راہنما اُصول اور ضابطے بھی اسٹیٹ بینک کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں۔[۳۳]

شرکت، مشارکہ اور مضاربہ میں فرق

۱۔ دو یا دو سے زیادہ افراد سرمایہ بھی لگائیں اور مل کر کام بھی کریں اسے شرکت (Partnership) کہتے ہیں۔

۲۔ دو یا دو سے زیادہ افراد سرمایہ لگائیں لیکن ان میں سے کچھ کام کریں اور کچھ کام نہ کریں، اسے مشارکہ (Musharkah) کہتے ہیں۔

۳۔　دو یا دو سے زیادہ افراد مل کر اس طرح کاروبار کریں کہ کچھ افراد صرف سرمایہ لگائیں اور کچھ صرف کام کریں اسے مضاربہ(Mudarbah) کہتے ہیں۔ اگرچہ شرکت کی اور بھی بہت سی اقسام ہیں لیکن ہماری کاروباری زندگی میں سب سے زیادہ رواج پذیر قسم "شرکۃ الاموال(Partnership in capital)" ہے۔

سلف کے نزدیک شرکۃ کی صرف دو ہی اقسام متعارف ہیں

۱۔　شرکۃ الملک(Joint Ownership)

۲۔　شرکۃ العقد(Joint Venture)

ان کو مزید اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

شرکۃ، اختیاری، غیر اختیاری، شرکۃ الاموال، شرکۃ الاعمال، شرکۃ الوجوہ، شرکۃ المضاربہ، شرکۃ المفاوضہ، شرکۃ العنان۔ [۳۴]

(الف)　شرکۃ الملک اختیاری

یہ شرکت متعلقہ فریقوں (شرکاء) کے اپنے اختیار سے عمل میں آتی ہے، مثال کے طور پر دو شخص مل کر کوئی سامان خریدتے ہیں یہ سامان مشترکہ طور پر دونوں کی ملکیت میں ہو گا اور اس ساجھی چیز کے حوالے سے ان دونوں کے درمیان جو تعلق قائم ہوا ہے یہ "شرکۃ الملک اختیاری" کہلاتا ہے کیونکہ یہ تعلق دونوں کی اپنی مرضی اور اختیار سے وجود میں آیا ہے۔

(ب)　شرکۃ الملک غیر اختیاری

یہ ملکیت کی ایسی شکلیں ہیں جو شرکاء کی محنت یا کسی عزم کے بغیر خود بخود عمل میں آجاتی ہیں جیسے کسی شخص کی وفات کے بعد اُسکی تمام مملوکہ چیزیں از خود ورثاء کی ملکیت میں آجاتی ہیں۔

۲۔　شرکۃ العقد

یہ شرکت کی دوسری قسم ہے جو کسی چیز کے تصرف (استعمال) میں شراکت واضح کرتی ہے اسے ہم (مشترکہ کاروباری ادارہ) بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسکی مزید تین شکلیں ہیں:

(الف)　شرکۃ الاموال

جس میں شرکاء مشترکہ کاروبار میں اپنا اپنا کچھ سرمایہ لگاتے ہیں۔

(ب) شرکۃ الاعمال

جس میں شرکاء مشترکہ طور پر گاہکوں کو چند خدمات مہیا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور ان سے وصول ہونے والی اُجرت آپس میں پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم ہو جاتی ہے۔

(ج) شرکۃ الوجوہ

اس شرکت میں شرکاء کسی قسم کی بھی سرمایہ کاری نہیں کرتے وہ بس اتنا ہی کرتے ہیں کہ تجارتی سامان اپنی ساکھ کی بنیاد پر اُدھار خرید کر نقد قیمت پر بیچ دیتے ہیں جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم کر لیا جاتا ہے۔
یہ شرکت کی ابتدائی تین قسمیں تھیں، اب ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شرکت المفاوضہ

۲۔ شرکت العنان

۴۔ شرکت المفاوضہ:

دو یا دو سے زیادہ افراد اس طرح شراکت کریں کہ اپنا مکمل سرمایہ جو کہ برابر سرابر ہو وہ سب اکٹھا کر کے کسی کاروبار میں لگا دیں، ان کا مال، حقوق تجارت، عمل و نفع، سب بالکل مساوی ہوں، اس شراکت میں ہر شریک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہے، یہ شرکت شاذونادر پائی جاتی ہے، مثلاً زید اور عمر ہزار ہزار روپے لگا کر سرمایہ کاری کریں اور ان میں ہر ایک کا نفع نصف نصف ہو، حقوق تجارت بھی برابر ہوں تو یہ مفاوضہ کہلائے گی۔

۵۔ شرکت العنان

دو یا زیادہ افراد اس طرح شریک ہوں کہ ہر ایک کا سرمایہ عمل، حقوق و نفع مختلف ہو یعنی مساوی نہ ہو، اس میں ہر شریک دوسرے کا صرف وکیل ہوتا ہے کفیل نہیں ہوتا،

مشارکہ متناقصہ

اسے ''الشرکۃ المتناقصہ'' بھی کہا جاتا ہے، متناقصہ اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک فریق کا حصہ بتدریج کم ہوتا رہتا ہے اسی مناسبت سے اسے مشارکہ متناقصہ کا نام دیا گیا ہے، یہ اصطلاح خالصتاً اسلامی بینکاری کی وضع کردہ ہے یہی وجہ ہے کہ سلف میں اس اصطلاح کا ذکر نہیں ملتا۔[۳۵]

چنانچہ اس کی تعریف درج ذیل الفاظ سے بھی کی گئی ہے۔

(المشارکۃ المتناقصۃ عبارۃ من شرکۃ یتعھد فیھا احد الشرکا ء بشر اء حصۃ الاخر تدر یجا الی ان یتملک المشتری المشروع بکاملہ)

مشارکہ متناقصہ ایسی شرکت سے عبارت ہے جس میں ایک شریک یہ عہد کرتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ دوسرے شریک کا حصہ خریدلے گا یہاں تک کہ مشتری پورے منصوبے کا مالک ہو جائے۔[۳۶]

مرابحہ

مرابحہ دراصل بیع کی ایک قسم ہے جس میں فروخت کنندہ اپنی چیز دوسرے کو بیچتے وقت یہ بتاتا ہے کہ یہ چیز اسے کتنے میں بڑی اور وہ اس پر کتنا نفع لے رہا ہے عصر حاضر میں اسلامی بینکاری کے اندر چند شرائط کے ساتھ بطور طریقہ تمویل اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

طریقہ کار

اسلامی بینکوں میں مرابحہ کے نام سے جو ٹرانزکشن کی جاتی ہے اس میں صرف مرابحہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بہت سے معاملات ہوتے ہیں لیکن چونکہ دوسرے معاملات اسی مرابحہ کی تکمیل کیلئے عمل میں آتے ہیں اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً ایک شخص کو کوئی سامان خریدنے کیلئے رقم کی ضرورت ہے وہ اگر عام سودی بینک کے سامنے اپنی اس ضروت کو بیان کردے گا تو وہ اسے سودی قرضہ دے گا۔

لیکن اسلامی بینک اس کی یہ ضرورت پوری کرنے کیلئے خود ہی وہ چیز خریدے گا اور اسے مطلوبہ چیز خریدنے کیلئے اپنا وکیل بنائے گا بینک کے وکیل کی حیثیت سے جب یہ شخص مطلوبہ چیز خرید کر اس پر قبضہ کرے گا تو بینک مرابحہ کے طریقہ پر اسے وہ چیز بیچ دے گا، کلائنٹ قیمت کی ادائیگی یکمشت یا قسطوں میں کرے گا۔

مرابحہ کی عملی شکل مختلف مراحل پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

* کلائنٹ کی درخواست اور اس کی منظوری
* لمٹ کی منظوری
* مطلوبہ سامان کا حصول
* مرابحہ کا عقد
* ادائیگی[۳۷]

اس طریقہ تمویل پر یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ یہ بھی سود کی طرح ہی ہے۔روایتی بینک قرضے پر ایک معین شرح کے مطابق جو رقم وصول کرتے ہیں وہ سود ہے۔لیکن مرابحہ میں خریدار کو چیز اس کی سابقہ قیمت پر ایک خاص طے شدہ شرح سے اضافہ کے ساتھ فروخت کر دیا جاتا ہے۔مرابحہ کو سود ہی کی بگڑی ہوئی شکل کہا گیا ہے اور ہمارے مفکرین اس چیز کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی صاحب اور تمام ماہرین معاشیات اس سلسلے میں تحفظات کا شکار ہیں۔[۳۸]

مرابحہ

۱۔　علامہ ابن قدامہؒ حنبلی مرابحہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(بیع المرابحۃ ھو البیع براس المال وربح معلوم ویشترط علمھما برأس المال)

بیع المرابحۃ ایک ایسی بیع ہے جس میں اصل لاگت اور نفع معلوم ہو اور یہ لازمی شرط ہے کہ اسل لاگت کا علم دونوں (بائع اور مشتری) کو ہو۔[۳۹]

مرابحہ کی اقسام اور اُن کا شرعی حکم

تعین نفع کے اعتبار سے مرابحہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔　اصل لاگت پر کسی مخصوص مقدار میں نفع متعین کر لیا جائے مثلاً یہ کہ مجھے یہ چیز اپنی قیمت اور منتقلی کے دیگر اخراجات ملا کر اتنے (ایک لاکھ دس ہزار روپے میں پڑی ہے) میں اس میں ۱۰ ہزار روپے نفع کے شامل کر کے ایک لاکھ دس ہزار روپے میں فروخت کرتا ہوں یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔چنانچہ المغنی میں ابن قدامہ حنبلی مقدسیؒ فرماتے ہیں۔

(فھذا جائز لا خلاف فی صحتۃ ولا نعلم فیہ عند احد کراھۃ)

پس یہ جائز ہے اور اس کی صحت کے بارہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کسی کے نزدیک کوئی کراہت ہو۔[۴۰]

۲۔　دوسری قسم یہ ہے کہ نفع کی مقدار (یکمشت) مقرر کرنے کی بجائے اُس کا خاص تناسب مقرر کیا جائے مثلاً میری اصل لاگت یہ ہے اور اُس پر نفع ایک فیصد یا دو فیصد یا پانچ فیصد وغیرہ لوں گا البتہ تناسب کی مختلف مقداروں میں کسی ایک مقدار کا تعین سودے کے وقت طے پا جانا چاہئے، نفع کے تناسب کے بارہ میں علماء میں اختلاف موجود ہے۔

فریقین کے دلائل کا جائزہ

مرابحہ کی اختلافی شکل میں فریقین کے دلائل کا جائزہ لیا جائے تو درج ذیل وجوہات کے سبب جواز کے دلائل زیادہ راجح معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ اصل لاگت اور نفع دونوں واضح ہیں اور اس میں ابہام یا جہالت نہیں پائی جاتی۔

۲۔ قرآن وحدیث میں بھی ایسی کوئی ممانعت نہیں ملتی جو اس کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہو۔[۴۱]

بیع مرابحہ کی مخصوص شرائط

یوں تو بیع کی مندرجہ بالا تمام شرائط مرابحہ میں بھی پائی جانی ضروری ہیں لیکن مرابحہ بیع کے لئے کچھ مخصوص شرائط بھی موجود ہیں۔

۱۔ مرابحہ بیع میں اصل قیمت اور اُس پر آنے والی مزید لاگتوں کو واضح ہونا چاہیے۔یعنی بائع پر یہ لازم ہے کہ وہ مرابحہ بیع کے لئے خریدار پر اُس کی اصل قیمت اور سفری اخرجات، کسٹم ڈیوٹی یا دستاویزات کے اخراجات وغیرہ ایمانداری سے واضح کرے اور یہ تمام چیز قیمت خرید میں شامل ہو نگی۔

۲۔ اگر مبیع(Subject Matter) کی اصل لاگت مبہم ہو تو مرابحہ نہیں ہو سکتا۔

۳۔ مرابحہ کے نفع کا تعین فریقین باہمی رضامندی سے کرسکتے ہیں جو اصل لاگت سے اضافی ہو گا۔

اُسے یکمشت طور پر بھی متعین کیا جاسکتا ہے اور فیصد کے تناسب سے بھی جیسے فریقین راضی ہوں درست ہے البتہ سب کچھ واضح ہو مبہم یا مجہول نہ ہو۔

مرابحہ اور مساومہ میں فرق

جیسا کہ آپ مرابحہ کی بحث میں پڑھ چکے ہیں کہ مرابحہ میں مبیع کی اصل قیمت اور اُس پر لیا جانے والا منافع فریقین کے درمیان واضح ہوتا ہے یعنی فروخت کنندہ خرید کنندہ کو اصل لاگت اور اُس میں شامل منافع کو الگ الگ بتانے کا پابند ہوتا ہے جبکہ مساومہ میں فروخت کنندہ اپنی اصل لاگت اور اُس میں شامل منافع بتانے کا پابند نہیں ہوتا اور نہ ہی خریدار چاہے تو خریدلے ورنہ نہ خریدے، شرعی اعتبار سے کاروبار کی یہ شکل بھی درست اور جائز ہے۔[۴۲]

بیع سلم یا سلف

تعریف:

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

(والسلم شرعا: بیع موصوف فی الذمۃ) (۴۳)

سلم کا شرعی معنی ایسی چیز بیچنے کی ذمہ داری اٹھانا ہے جس کی صفات بیان کر دی گئی ہوں۔

"سلم" ایک ایسی بیع ہے جس میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کی تمام صفات، وزن، پیمائش، جنس، نوعیت اور مدّت وغیرہ معلوم اور متعین ہو لیکن مبیع فی الوقت موجود نہ ہو بلکہ اُسکا مستقبل میں وعدہ ہو البتہ اُسکی مکمل قیمت پیشگی ادا کر دی گئی ہو یعنی رقم تو ایڈوانس ہو اور مبیع اُدھار ہو یہ ایک استشنائی صورت ہے۔ جو عمومی بیع کی شرائط سے مختلف ہے ورنہ عمومی بیوع میں مندرجہ ذیل تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ بیع باطل ہو گی۔ (سوائے سلم اور استصناع کے)۔ (۴۴)

بیع سلم کی شرعی حیثیت

بخاری اور مسلم میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے۔

(عن ابن عباسؓ قال قدم النبی ﷺ المدینۃ وھم یسلفون بالتمر السنتین والثلاث فقال من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ پھلوں کے ایک دو یا تین سال کیلئے پیشگی سودے کر لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی چیز میں پیشگی سودا کرے تو اسے چاہیے کہ مقررہ ماپ میں مقررہ وزن میں اور مقررہ مدت تک کے لئے سودا کرے۔ (۴۵)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کہتے ہیں:

(ان کنا نسلف علی عھد رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر ، فی الحنطۃ، والشعیر والزبیب، والتمر) (۴۶)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ اور عمرؓ کے دور میں گندم، جو، کھجور اور منقیٰ (کشمش) میں بیع سلم کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

(اشھد ان السلف المضمون الی اجل مسمی قد احلہ اللہ فی کتابہ واذن فیہ ثم قرا یا یھا الذین اٰمنو اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ) (۴۷)

میں گواہی دیتا ہوں کہ مقررہ مدت تک ضمانت دی گئی سلم کو اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں جائز قرار دیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے پھر انہوں نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ۔ (۴۸)

اے ایمان والو! جب تم آپس میں مقررہ وقت تک اُدھار کا معاملہ کرو تو اُس کو لکھ لیا کرو۔

بیع سلم کے جواز کی حکمت

اس بیع کا بنیادی مقصد چھوٹے کاشتکاروں کی ضرورت کو پورا کرنا تھا جنہیں اپنی فصل اُگانے کے لئے اور فصل کی کٹائی تک اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی تھی، ربا کی حرمت کے بعد سُودی قرضہ نہیں لے سکتے تھے، اس لئے انہیں اجازت دی گئی کہ وہ اپنی زرعی پیداوار پیشگی قیمت پر فروخت کر دیں۔ اسی طرح عرب تاجر دوسرے علاقوں کی طرف کچھ اشیاء بر آمد کرتے تھے اور وہاں سے اپنے علاقے میں کچھ چیزیں درآمد کرتے تھے، اس مقصد کے لئے انہیں رقم کی ضرورت ہوتی تھی، ربا کی حرمت کے بعد یہ لوگ سودی قرضہ نہیں لے سکتے تھے اس لئے انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پیشگی قیمت پر یہ اشیاء فروخت کر دیں، نقد قیمت وصول کر کے یہ لوگ اپنا مذکورہ بالا کاروبار بآسانی جاری رکھ سکتے تھے۔ سلم سے بائع کو بھی فائدہ پہنچتا تھا، کہ قیمت پیشگی مل جاتی تھی اور خریدار کو بھی فائدہ پہنچتا تھا، کہ سلم میں قیمت ایڈوانس ہونے کے سبب نسبتاً کم ہوتی تھی۔ (۴۹)

بیع سلم کی شرائط

۱۔ سلم کے جائز ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خریدار پوری کی پوری قیمت عقد کے وقت ادا کر دے، یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار قیمت کی مکمل ادائیگی نہ کرے تو یہ دین کے بدلے میں دین کی بیع کے مترادف ہو گا (بیع الکالی بالکالی) یعنی دونوں طرف سے اُدھار ہو گا جس سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے سراحتاً منع فرمایا ہے۔

۲۔ سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے، اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا۔

۳۔ سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی پورے طور پر تعین ہو سکتا ہو۔
(من سلف فی تمر فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم) (۵۰)

جو کھجوروں میں بیع سلف کرے وہ معلوم پیمانے اور معلوم وزن میں کرے۔

۴۔ یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی سلم کرنا مقصود ہے اس کی نوعیت اور معیار واضح طور پر متعین کر لیا جائے، جس میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جو بعد میں تنازع کا باعث بن سکتا ہو۔

۵۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بیچی جانے والی چیز کی مقدار بغیر کسی ابہام کے متعین کر لی جائے۔

(عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة وكان بيعاً يتبا يعه اهل الجاهلية كان الرجل يبتاع الجزور الى ان تنتج الناقة، ثم تنتج التى فى بطنها) (۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نقل کرتے ہیں:

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے (نافع کہتے ہیں) بیع کی یہ صورت زمانہ جاہلیت میں رائج تھی، آدمی اس وعدہ پر اُونٹ خرید تا کہ جب اُونٹی کے بچے کا بچہ ہو گا تب قیمت دوں گا۔(اونٹنی کی اولاد ہونے پر)

مخصوص باغ یا زمین کے مخصوص قطعہ کی پیداوار میں بیع سلم نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں غرر پایا جاتا ہے۔

(هل لک ان تبيعنى تمر معلوما الى اجل معلوم من حائط بنى فلان قال: لاأبيعک من حائط مسمى بل ابيعک او سقا مسماة الى اجل مسمى) (۵۲)

کیا آپ مجھے بنی فلاں کے باغ سے متعین مدّت کے لئے متعین کھجوریں فروخت کریں گے آپ نے فرمایا متعین باغ سے نہیں بلکہ متعین وسق، متعین مدّت کے لئے فروخت کرتا ہوں۔

استصناع

تعریف:

استصناع وہ عقد ہے جس کے ذریعے آدمی اپنی مطلوبہ چیز کسی سے تیار کرواتا ہے جیسے کاریگر سے آرڈر پر فرنیچر بنوانا عقد استصناع ہے گویا اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں خریدار کسی تیار کنندہ کو یہ آرڈر دیتا ہے کہ میرے لئے ان اوصاف کی حامل فلاں چیز تیار کر دو، اگر تیار کنندہ خریدار کے لئے مطلوبہ چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے تو استصناع کا عقد مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ صنعت سے نکلا ہے یعنی آرڈر پر کوئی چیز بنوانا یا تیار کروانا یہ تیاری کسی کارخانہ، ورکشاپ یا فیکٹری کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے اور دستی بھی۔

۱۔ استصناع ہمیشہ ایسی چیز پر ہوتا ہے جیسے تیار کرنے کی ضرورت ہو، جبکہ سلم ہر چیز کی ہو سکتی ہے خواہ اسے تیار کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

۲۔ سلم میں یہ ضروری ہے کہ تمام قیمت پیشگی ادا کی جائے جبکہ استصناع میں یہ ضروری نہیں ہے۔

۳۔ سلم کی بیع جب ہو جائے تو اسے یک طرفہ طور پر منسوخ نہیں کیا جا سکتا جبکہ عقد استصناع کو سامان کی تیاری شروع ہونے سے پہلے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ [۵۳]

اجارہ کیا ہے؟

اجارہ لیزنگ کا اسلامی نعم البدل ہے۔ شریعت کی رو سے ایسے تمام اثاثے جو استعمال سے ختم نہیں ہوتے اجارہ پر دیئے جا سکتے ہیں مثلاً مکان، کار یا کوئی مشینری وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں شریعت چند شرائط کے ساتھ جامد اثاثوں کے اجارے کی اجازت دیتی ہے۔ اسلامی بینک اجارہ کو کار، مشینری اور جائیداد کے علاوہ دیگر جامد اثاثوں کی فراہمی کے لئے استعمال کرتا ہے، اجارے کے تحت اسلامی بینک کسی اثاثے کو بازار سے خرید کر اپنی ملکیت میں لاتا ہے اور اپنے صارف کو یہ اثاثہ ایک طے شدہ شرح کے تحت کرائے پر دے دیتا ہے۔ اثاثوں کے ان کرایہ جات کا حساب کتاب اس انداز سے کیا جاتا ہے کہ بینک اپنی لاگت اور منافع دونوں وصول کر لیتا ہے معاہدہ اجارہ کے ختم ہونے پر صارف یہ اثاثہ ایک واجبی قیمت پر خرید سکتا ہے اور اگر صارف اس اثاثے کو لینے میں دلچسپی نہ رکھتا ہو تو وہ یہ اثاثہ بینک کو واپس کر سکتا ہے۔ [۵۴]

وَ اِنۡ کَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیۡسَرَةٍ ؕ وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۲۸۰﴾ [۵۵]

اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے، اگر تمہیں علم ہو۔

قرآن حکیم کی بعض آیات میں اللہ نے ربا کو بیع، صدقہ اور زکوٰۃ کے مد مقابل بیان کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا۔ [۵۶]

اللہ نے بیع کو حلال اور رباء کو حرام قرار دیا ہے۔

(یہاں ربا بمقابل بیع ہے)

۲۔ یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ۔ (۵۷)

اللہ سُود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

(یہاں ربا بمقابل صدقہ ہے)

حضرت زبیر بن عوامؓ کا طرز عمل دیکھا جائے تو وہ موجودہ بینکاری نظام سے کافی مشابہت رکھتا ہے خصوصاً اسلامی بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ سے۔ حضرت زبیرؓ اپنی امانت و دیانت کے اعتبار سے مشہور تھے، اس لئے برے بڑے لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں جمع کرایا کرتے تھے اور اپنی مختلف ضروریات کی بنا پر وہ اپنی پوری رقم یا تھوڑی رقمیں واپس بھی لیتے رہتے تھے۔ حضرت زبیرؓ کے بارے میں بخاری میں تصریح موجود ہے کہ یہ لوگوں کی رقموں کو بطور امانت رکھنا منظور نہیں کرتے تھے بلکہ یہ کہہ دیا کرتے تھے۔

(فیقول الزبیر لا ولکنہ سلف)

یہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے۔ (۵۸)

اجارہ کی اقسام

اجارہ کی بنیادی طور پر دو بڑی قسمیں ہیں:

الف: اجارہ الاعیان:

کسی چیز، جگہ، مشینری، مکان اور گاڑی وغیرہ کا حق استعمال کرائے کے بدلے حاصل کرنا اسے انگریزی میں Leasing کہا جاتا ہے۔

ب: اجارۃ الاشخاص:

کسی ایک شخص یا اشخاص کی خدمات اور محنت کو کرائے (تنخواہ) پر حاصل کرنا اسے انگریزی میں Employment کہا جاتا ہے۔ مالیاتی اداروں نے اجارۃ الاعیان کی مزید دو اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ اجارہ تشغیلیہ

یہ وہی اجارہ ہے جو عام طور پر مروج ہے جس میں مالک کی ملکیت برقرار رہتی ہے اور متعین مدت کے لئے اُس کا کرایہ وصول ہوتا رہتا ہے جیسے مکان پلاٹ یا گاڑی وغیرہ کا کرایہ۔

۲۔ اجارہ تمویلیہ

یہ اجارہ دراصل ایک قانونی حیلے کے طور پر وجود میں آیا ہے جس میں بینک یا مالیاتی ادارے کے پیش نظر تمویل ہوتی ہے اور اجارہ کو بطور ڈھال استعمال کیا جاتا ہے یہ اجارہ ایک مخصوص مدت مثلاً تین سال یا پانچ سال کے لئے ہوتا ہے جس میں مؤجر اجارہ پر دی گئی چیز کی قیمت بمعہ مطلوبہ نفع کرایہ کی شکل میں وصول کرلیتا ہے جیسے ہی اجارہ کی مدت ختم ہوتی ہے وہ چیز خود بخود کلائنٹ کی ملکیت میں آجاتی ہے۔(۵۹)

تجاویز وسفارشات

اسلامی بینکاری ومالکاری نظام کی ترقی کے روشن امکانات موجود ہیں مگر بہت سے چیلنجز بھی در پیش ہیں ان میں مختلف بینکوں کا آپس میں عدم تعاون، اخلاقی دیوالیہ پن کا خطرہ، ملکی قوانین میں رکاوٹ، برانچ بینکنگ کی کمی وغیر ہیں۔ اسلامی بینکاری نظام پر بہت سے اعتراضات بھی اٹھائے گئے ہیں۔ دوران تحقیق ان کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ موضوع تحقیق ''معاصر اسلامی بینکاری کی شرعی بنیادیں تعلیمات نبویہ کی روشنی میں جائزہ' لینے کے بعد یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ بینکنگ کے نظام میں موجودہ مسائل اور ان کے حل کیلئے کچھ تجاویز وسفارشات بھی پیش کی جائیں گی تاکہ ان کو پڑھ کر بینکاری نظام کو بہتر بنایا جاسکے۔ چند تجاویز ذیل ہیں۔

* اسلامی مالکاری نظام کے فلسفے اور اصولوں کو شرعی بنیادوں پر کوشش کی جائے۔ اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پروڈکٹس کی تیاری کیلئے پالیسی سازوں کے لئے واضح لائحہ عمل مرتب ہونا چاہیے۔
* اسلامی بینکوں کو اپنی ساکھ اور شہرت برقرار رکھنے کیلئے مناسب لاگت پر بہترین خدمات کی فراہمی، شیئر ہولڈرز اور ڈیپازیٹرز کے مفادات کے تحفظ میں توازن رکھنا چاہیے۔
* ہر بینک میں ایک شرعی مشیر مقرر کیا جائے جو وقتاً فوقتاً پیش آمدہ شرعی اشکالات پر غور کرکے ان کا حل نکالے۔
* بینکاری نظام کی ساخت میں تبدیلیاں اسطرح کی جائے کہ وہ تجارت، لیزنگ اور جائیداد سے متعلق معاملات اسلامی اصولوں کے مطابق کرسکیں۔
* اسلامی اصولوں کے تحت بینکاری نظام کو چلانے کیلئے نگرانی کا فریم ورک بھی زیادہ مؤثر ہونا چاہیے۔ بینکوں کے ریگولیٹرز، حکومتی اہلکاروں اور اسلامی بینکاری کا کام کرنے والے افراد کو مشترکہ طور پر اسلامی نظام سے متعلق تعلیم اور تربیت دی جائے۔

حوالہ جات

۱۔ مولانا محمد تقی عثمانی اسلام اور جدید تجارت و معیشت، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ص ۳۲

2. M. Muslehuddin, Banking and Islamic Law, Islamic Publications Lahore. P:5

۳۔ محمد ایوب، اسلامی مالیات، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۰ ص:۲۴۱

4. Kimberly, Amadeo, Beyond the great Recession, PHI Private Limited 2007. P:11

۵۔ الفرقان:۲۵/۶۷

۶۔ البقرۃ:۲/۱۸۸

۷۔ البقرۃ:۲/۲۷۵

۸۔ الروم:۳۰/۳۹

۹۔ آل عمران :۳/۱۳۱۔۱۳۰

۱۰۔ القشیری، مسلم، بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الربا، باب: لعن آکل الربا و موکلہ: رقم الحدیث:۲۹۹۵

۱۱۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبد اللہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الربا، باب التغلیظ فی الربا، رقم الحدیث ۲۲۶۵

۱۲۔ خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ابن باز اکیڈمی، کراچی ۲۰۱۱، ص ۳۲۹

۱۳۔ احکام تجارت بحوالہ روزنامہ المدینہ جدہ شمارہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۱

۱۴۔ خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ابن باز اکیڈمی، کراچی ۲۰۱۱، ص ۳۵۱

۱۵۔ خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۳۷۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۷۹

۱۷۔ محمد ایوب، اسلامی مالیات اصول اور تطبیق، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد ۲۰۱۰ ص ۳۷

۱۸۔ محمد عمران اشرف عثمانی، شرکت اور مضاربت عصر حاضر میں، ادارۃ المعارف کراچی، ۲۰۰۵، ص ۲۸

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۹

۲۰۔ خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۳۹۱

۲۱۔ ایضاً، ص ۳۹۶

۲۲۔ نووی، امام، ریاض الصالحین، دار التراث العربیہ، لبنان، رقم الحدیث:۱۲۳۱

۲۳۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کی بنیادیں، مکتبۃ العارفی جامعہ اسلامیہ، فیصل آباد، ۱۴۲۸، ص ۴۷، خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ۲۰۱۱، ص ۴۰۳

۲۴۔ المرغینانی، برھان الدین ابو الحسن، علی بن عبد الجلیل ابو بکر الرشدانی، الھدایہ، مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۴۲۸،۳/۲۰۸

۲۵۔ خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۰۰

۲۶۔ سورۃ المزمل ۷۳/۲۰
۲۷۔ رانا محمد اشرف عثمانی شرکت و مضاربت عصر حاضر میں ص ۳۶۴
۲۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزروعۃ، باب الشروط فی المعاملہ، دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث: ۱۴۲۲
۲۹۔ الشعبانی، محمد بن الحسن، مؤطا امام مالک دمشق دار القلم، رقم الحدیث: ۲۳۲۵
۳۰۔ بخاری، کتاب الحرث والمزروعۃ، باب المزارعۃ مع الیہود، رقم الحدیث ۲۳۳۱
۳۱۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الأوطار، کتاب الشرکت والمضاربۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، رقم الحدیث ۱۳۲۳، ۸/۴۹۹
۳۲۔ اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص ۲۶
۳۳۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ ص ۴۱۹
۳۴۔ ایضاً، ص ۴۲۰
۳۵۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ ص ۴۲۱، ۴۲۲
۳۶۔ مفتی محمد تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص ۴۳۳
۳۷۔ صمدانی، مولانا اعجاز احمد، اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار، ادارہ اسلامیات کراچی، دسمبر ۲۰۰۴، ص ۲۷
۳۸۔ محمد انور عباسی، بینک انٹرسٹ منافع یا ربا، ایمل مطبوعات اسلام آباد، ۲۰۱۳، ص ۱۵۵
۳۹۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد بن محمد، المغنی دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۳۲، ۴/۹۱
۴۰۔ ایضاً ص ۲/۲۶۶
۴۱۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۰۵
۴۲۔ ایضاً، ص ۴۵۴
۴۳۔ عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، دار الکتب العلمیہ لبنان رقم الحدیث ۱۳۲۳، ۷/۷۶
۴۴۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۶۳
۴۵۔ بخاری، کتاب البیوع، باب بیع سلم، رقم الحدیث ۲۴۱۳
۴۶۔ صحیح بخاری، باب السلم فی وزن معلوم، رقم الحدیث ۱۱۲۲
۴۷۔ ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف، دار التوزیع والنشر، بیروت، ۱۴۳۲، ۵/۲۷۷
۴۸۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۲۸۲
۴۹۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۶۵
۵۰۔ صحیح بخاری، کتاب السلم، باب السلم فی کیل معلوم، رقم الحدیث ۴۲۳۱

۵۱۔ ایضاً، باب بیع الغرر و حبل الحبلۃ، رقم الحدیث ۳۳۶۱

۵۲۔ فتح الباری، باب السلم فی النخل، رقم الحدیث ۸۵۴۶

۵۳۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۷۸

۵۴۔ صمدانی، مولانا اعجاز احمد، اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، ص ۵۱

۵۵۔ سورۃ البقرۃ:۲/ ۲۸۰

۵۶۔ سورۃ البقرۃ:۲/ ۲۷۵

۵۷۔ سورۃ البقرۃ:۲/ ۲۷۶

۵۸۔ بخاری، کتاب الجہاد، باب: برکت الغازی فی مالہ حیاًو میتاًر قم الحدیث: ۱۱۱۴

۵۹۔ اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۹۰

References

1. Muhammad Taqi Usmani, Molana, Islam aur Jadeed Jijarat-oMaeeshiat, (Karachi: Maarif-ul-Quran, 1987), p:32
2. M. Muslehuddin, Banking and Islamic Law, Islamic Publications, Lahore, 1987, P: 5
3. Muhammad Ayub, Islamic Maliyaat, (Islamabad: Ripah International University, 2007),P: 11
4. Kimberly, Amadeo, Beyond the great recession, PHI Private Limited, 2007, P:11
5. Al-Qur’an, 25: 67
6. Al-Qur’an, 2: 188
7. ibid 2: 275
8. Al-Qur’an, 30: 39
9. Al-Qur’an, 3: 130, 131
10. Al-Qasheeri, Muslim Bin Hajjaj, Sahih Muslim, (Labnan: Dar ibn kathir ul 2 nd Edition, 1979), Hadith, No, 2995
11. Ibn-e-Majah, Muhammad bin Yazeed, Abu Abdullah, Al-Qazveeni, Sunan Ibn-e-Majah, (Cairo: Dar-Al-Turas-Al-Arabi, 1st Edition, 1972), Hadith, No, 2265
12. Kalil–ur- Rehman, Javaid, Islamic Bankari, Islamic Talimat ki Roshani main jaiza,(Karachi: Ibn-e-Baa, Academy, 2011) P:329
13. Ahkam-e-Tijaarat , Zoznama Al-madina, (Jeddah: 1981), P 31
14. Khalil–ur- Rehman, Javaid, Islami Bankari ka Islami Taleemat ki Roshani main jaiza, P: 351
15. ibid, P: 378
16. ibid P:379
17. Muhammad Ayub, Islami Maliyaat Nsool aur Tatbeeq, (Islamabad: Ripah International University, 2010),P: 37

18. Muh. Imran Ashraf, Usmani, Sharikat aur Mazarbat asr-e- Hazir Main, (Karachi: Idarah-tul-Maarf, 200), P: 28
19. ibid:P: 29
20. Khalil–ur- Rehman, Islami Bankari ka Islami Taleemat ki Roshani main jaiza, P: 391
21. ibid:P:392
22. An-Navavi, Yahya Ali bin Abi, Zikriya, Minhaaj-ut-Talibeen, (Damascus, Dar-ul-Minhaaj, 1434), 1: 239
23. Mufti, Muhammad Taqi Usmani, Islami Bankari ki Bunyadian, (Faisalabad: Maktabah-Al- Arafi Jaamia Islamia, 1468), P: 47 ; Kalil–ur- Rehman, Javaid, 2011, P403
24. Al- Murgenani, Burhan-ud-Din, Abul Hazzan, Ali bin Abdul Jaleel, Al-Hadaya, (Multan, Maktabah, Indadiyah, 1468), 3: 208
25. Khalil–ur- Rehman, Islami Bankari ka Islami Taleemat ki Roshani main jaiza, P: 400
26. Al-Qur'an,73: 20
27. Muh Ashraf, Usmani, Sharikat o Muzarbat arr-e- Hazir Main, P: 364
28. Al Bukhari, Muhammad bin Ismai'l, Sahih Bukhari, (Beirut: dar ibn Kathir 3 rd Edition,1987), Hadith No, 1422
29. As-Sheibani, Muhammad bin Hazam, Muatt'ah Imam Malik, (Damascus, Dar Al-Qalam, 1862) Hadith No, 2325
30. Al Bukhari, Hadith No, 2331
31. Al- Shokani, Muhammad bin Ali, Nail-ul-Aoutar, (Beirut: Dar-Alkutab ilmia, 1323), 8: 499
32. Islami Bankari ki bunyadain, P: 49
33. Ibid: P: 420
34. Ibid: P: 419
35. Ibid: P: 422, 423
36. Ibid: P: 433
37. Samdani, Molana ijaz Ahmad, Islami Bankon main Raij Murabaha ka Tareeq-e-kaar, (Karachi, Idara Islamiat, 2004), P: 27
38. Muhammad Anawar Abbasi, Bank Intrest Munafa ya Ribah, (Islamabad, Eional Matbuaat, 2013), P: 155
39. Ibn-e- Qadamah, Abdullah bin Ahmed, Al-Mughni, (Beirut, Dar alKutab Ilmia,1432), 4: 91
40. Ibid, 2: 266
41. Islami Bankari ka Islami Taleemat ki roshani mein Jaiza, P: 405
42. Ibid, P: 454
43. As-Qalani, Ibn-e-Hajar, Ahmed bin Ali, Fath-ul-Bari, (Lubnan, DarAl-Kutub, 1323)7: 76
44. Islami Bankari ka Islami Taleemat ki roshani mein Jaiza, P: 463
45. Al-Bukhari, Hadith No 1122
46. Ibid, Hadith No 2413
47. Abi-Shaibah, Abdullah bin Muhammad, (Bairut, Dar al-Touzee waNashar, 1432), 5: 277
48. Al-Qur'an, 2: 280
49. Islami Bankari ka Islami Taleemat ki roshani mein Jaiza, P: 465

50. Al-Bukhari, Hadith No. 4231
51. Ibid, Hadith No. 3361
52. Fathul-Bari, Hadith No. 8546
53. Islami Bankari ka Islami Taleemat ki roshani mein Jaiza, P: 478
54. Samdani, Molana ijaz Ahmad, Islami Bankon main Raij Ijarah, P 51
55. Al-Qur’an, 2: 280
56. Ibid, 2: 275
57. Ibid, 2: 276
58. Sahih Bukhari, Hadith No, 1114
59. Islami Bankari ka Islami Taleemat ki roshani mein Jaiza, P: 490